© rasailojaraid.com

قرآن کے معاشرتی قوانین (The Social Laws of the Quran)

رابرٹ رابرٹس (Robert Roberts)

کرزن پریس، لندن، ۱۹۷۷ (چوتھا ایڈیشن) صفحات ۱۲۶

رابرٹ رابرٹس کی کتاب "قرآن کے معاشرتی قوانین" اس لٹریچر کا ایک حصہ ہے جسے مغربی محققین اور دانش وروں نے اسلام کے بارے میں تیار کیا ہے۔ اس لٹریچر پر اس وقت کے تہذیبی، تمدنی اور معاشرتی نظریات وافکار کا غلبہ ہے جب مغربی ممالک کی سیاسی بالادستی اور سامراجیت پورے ایشیا اور افریقہ پر قائم ہو چکی تھی۔ مغربی دانش وروں نے اسلام اور اس کے وابستگان کو اپنے خاص نقطۂ نظر سے دیکھا، پرکھا اور تنقید کی۔ ان کوششوں کے پیچھے بالعموم کچھ متعین مقاصد ہوا کرتے تھے اور یہ علمی دیانت و معروضیت کے اس معیار پر کم ہی پوری اترتی ہیں جس کا دعوی مغربی علمی حلقوں میں بڑے زور و شور سے کیا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ مغرب میں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں جو بے شمار غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں ان کے لیے بنیادی طور پر یہی طرز فکر و عمل ذمہ دار ہے۔ اسی وجہ سے اس لٹریچر کی افادیت کا مسئلہ علمی دنیا میں بڑی بحث و تمحیص کا موضوع رہا ہے بالخصوص ایشیا اور امریکہ کے دانش وروں اور محققین نے اس کے پس منظر اور اس کے نتیجہ میں اس میں راہ پانے والی خامیوں (FLAWS) اور تعصبات (BIASES) کی بھرپور نشان دہی کی ہے۔

ان واضح کمیوں اور خامیوں کے باوجود اس لٹریچر کے کچھ مثبت پہلو بھی ہیں جن کو یکسر نظر انداز کر دینا مناسب نہ ہوگا۔ یہ بات نہ بھولنی چاہیے کہ یہ لٹریچر ان اولین کوششوں کا نتیجہ ہے جو جدید دنیا میں اسلام اور اس کے پیروؤں کو سمجھنے کے سلسلے میں کی گئیں۔ ایشیا اور افریقہ پر سیاسی تسلط اور بالادستی کے نتیجہ میں اس خطۂ ارض کے باشندوں سے اہل مغرب کا ایک بالکل نیا تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ اس تعلق کے حوالے سے اور اس کے نت نئے تقاضوں سے عہدہ برا ہونے کے لیے یہ ضروری تھا کہ وہ اسلام اور مسلم تہذیب و تمدن کے مختلف پہلوؤں سے آگاہی حاصل کریں چنانچہ اس طرح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی کوششوں کے پیچھے یہی احساس مضمر تھا، اس طرح جو لٹریچر معرض وجود میں آیا اس سے اسلام کے بہت سے حقیقی پہلو بھی ابھر کر سامنے آئے اور مغربی اقوام اس کے ذریعہ اسلام کے بعض بنیادی نظریات اور انسانیت نوازی و انسان دوستی کے اصولوں سے واقف ہوئیں۔

رابرٹ رابرٹس کی زیر بحث کتاب بھی اسی نوع کے لٹریچر سے تعلق رکھتی ہے چنانچہ یہ بھی انھیں خوبیوں اور خامیوں کا مرکب ہے جو اس لٹریچر کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ اس کا بنیادی مقصد مغربی اقوام کے سامنے اسلام کے کچھ نمایاں معاشرتی پہلوؤں کا ایک خاکہ پیش کرنا ہے۔ یہ کتاب دراصل ایک جرمن مقالے کا ترجمہ ہے جو لیپ زگ یونیورسٹی (UNIVERSITY OF LEIPZIG) میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لیے پیش کیا گیا۔ اس مقالے کا انگریزی ترجمہ خود مصنف نے ۱۹۲۵ء میں کیا اور لندن سے شائع کیا۔ مغرب میں یہ کتاب بہت مقبول ہوئی۔ اس کا ایک واضح ثبوت یہ ہے کہ اس کے متعدد ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ اس کی مقبولیت اور اہمیت کے پیش نظر اس کا ایک مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ کتاب قرآن مجید سے مستنبط ہونے والے معاشرتی قوانین کے مطالعہ پر مشتمل ہے۔ اس میں دس ابواب ہیں اور ہر باب ایک خاص موضوع کے لیے وقف ہے۔ جو موضوعات تفصیلی مطالعہ کے لیے منتخب کیے گئے اور جن سے متعلق قرآن مجید کے بیان کردہ قوانین سے بحث کی گئی ہے وہ شادی، طلاق، بدکاری، بچوں، غلاموں، وراثت، انفاق و خیرات، قتل اور چوری، تجارتی معاملات اور کھانے پینے سے متعلق ہیں۔ ان خاص عنوانات کے تحت متعدد ذیلی عنوانات بھی قائم کیے گئے ہیں۔ مثلاً بچوں سے متعلق باب کو تین ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ والدین کی ذمہ داریاں بچوں کے تئیں، بچوں کی ذمہ داریاں والدین کے تئیں اور متبنّٰی سے متعلق قوانین۔ اسی طرح تجارتی معاملات کو پانچ ذیلی عنوانات کے تحت تقسیم کیا گیا ہے۔ عقود، قرض، سود، ناپ تول کے پیمانے اور رشوت۔ یہی صورت دوسرے عنوانات کی بھی ہے۔

ساخت کے لحاظ سے کتاب کو چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ (۱) تعارف: اس حصہ میں مصنف نے قرآن مجید کے انگریزی اور جرمن تراجم کی مدد سے قرآنی احکام کی توضیح کی ہے۔ ہر موضوع سے متعلق قرآن کریم کے احکام کا حوالہ اختصار کے ساتھ دیدیا گیا ہے۔ یہ حصہ ظاہر ہے بنیادی معروضات کی حیثیت رکھتا ہے۔ (ب) تشریح: مصنف نے موضوع بحث سے متعلق قرآن مجید

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے صریح احکام کو بیان کرنے کے علاوہ احادیث اور فقہار کی آرار کو بھی پیش کیا ہے۔ نیز احادیث کی نوعیت اور فقہی اختلافات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ (ج) موازنہ: اسلامی احکام کو قرآن، احادیث اور فقہار کی آرار کے پس منظر میں پیش کرنے کے بعد مصنف نے ان قوانین کا موازنہ عیسائی اور یہودی قوانین سے کیا ہے۔ اس کا خاص مقصد یہ ہے کہ اسلامی قوانین کا ماخذ عیسائیت اور یہودیت کو قرار دیا جائے اور یہ ثابت کیا جائے کہ اسلامی احکام انھیں مذاہب سے مستعار ہیں اور ان کا اپنا کوئی تشخص نہیں ہے۔ مصنف اس نقطۂ نظر کے سرگرم ترجمان ہیں (ملاحظہ ہو ص ۲۱-۲۲)

(د) تنقید: آخر میں ہر موضوع پر ہوتے والی پوری بحث کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ تنقید کا لب و لہجہ اور آہنگ وہی ہے جو بیسویں صدی کے اوائل میں اسلام اور اسلامیات کے سلسلہ میں مغربی دانشوروں کے یہاں رائج و مقبول تھا۔ اس میں مغرب کی علمی تحقیقات (SCHOLAR SHIP) کے وہ سارے گھناؤنے پہلو شامل ہیں جو مغربی سامراجیت کا سورج غروب ہونے کے ساتھ ساتھ بے بنیاد ثابت ہو چکے ہیں۔ مزید براں پچھلی چند دہائیوں میں اسلام پر جو اچھے اور معیاری کام ہوئے ہیں ان کے باعث یہ نقطۂ نظر اپنی موت آپ مرنے پر مجبور ہو گیا ہے۔

ان ابواب کے علاوہ کتاب میں دیباچہ، ملحقات (APPENDICES) اور کتابیات شامل ہیں۔ دیباچہ کتاب کا فکری عنوان ہے۔ مصنف نے جس فکر کی یہاں ترجمانی کی ہے دراصل پوری کتاب اسی کی تشریح و توضیح ہے۔ اس فکر کی بھرپور جھلک دیباچہ کے پہلے ہی پیراگراف میں سامنے آجاتی ہے اور پوری طرح یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ آئندہ صفحات میں کیا کچھ پیش کیا جانے والا ہے۔ ملاحظہ کیجیے۔

"نسل انسانی کی پوری تاریخ میں ایسی شخصیت مشکل ہی سے ملے گی جو اتنے مختلف عناصر کا مجموعہ ہو جیسے کہ بانیٔ اسلام۔ جہاں ایک طرف ان کی اعلیٰ صفات، راستبازی، سادگی، بے غرضی اور ملنساری جن میں ان کے مشن کی کامیابی کا راز مضمر ہے، قابل ستائش ہیں، تو دوسری طرف انسان کو مستقل ان حقائق، قوانین اور بناوٹی وحی سے واسطہ پڑتا رہتا ہے جن کا دفاع ان کے ماننے والوں کے لیے سخت مشکل ہو جاتا ہے۔"

لیکن کتاب میں وہ اپنے اس مفروضے کو ثابت کرنے میں بری طرح ناکام رہے ہیں۔ یہ بات دلچسپ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے خالی نہیں کہ عہد جاہلیت کے قوانین کے حوالے سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع بھی کرتے ہیں اور تعریف وتوصیف بھی کیونکہ خود ان کے مطابق اسلام سے قبل عرب سماج میں جو وحشیانہ معاشرتی قوانین رائج تھے پیغمبرؐ نے ان سب کو انسانیت کا قالب عطا کر کے (HUMANIZE) نئے انسانیت نواز قوانین کی بنیاد ڈالی۔

جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے یہ کتاب اسلام کے معاشرتی قوانین کے کچھ پہلوؤں کی اختصار کے ساتھ وضاحت کرتی ہے۔ مصنف نے بحث کا جو انداز اختیار کیا ہے اس سے دو باتیں خاص طور سے سامنے آتی ہیں۔ ایک یہ کہ جن قوانین کو زیر بحث لایا گیا ہے ان کی مزید توضیح وتشریح کی ضرورت بہت شدت سے محسوس ہوتی ہے۔ بعض موضوعات کو صرف آیات قرآنی سے واضح کیا گیا ہے جس کی وجہ سے احکام کو اچھی طرح سمجھنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ اگر ہر موضوع کو قرآنی آیات کے ساتھ ساتھ احادیث اور فقہاء کی آراء کی مدد سے واضح کیا جاتا تو قاری ایسی کسی پریشانی میں مبتلا نہ ہوتا۔ دوسری بات جو سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کے متعدد اہم معاشرتی قوانین جو خاندانی وسماجی تعلقات اور سماجی عدل سے تعلق رکھتے ہیں نظر انداز کر دیے گئے ہیں۔ جن معاشرتی قوانین کو موضوع بحث کے لیے منتخب کیا گیا ہے اور ان کی تشریح وتوضیح جس انداز میں کی گئی ہے اس سے نہ تو اسلام کے معاشرتی قوانین کی مجموعی تصویر سامنے آتی ہے اور نہ ہی اسلام کے معاشرتی نظام کے پیچھے جو فکر اور روح کار فرما ہے وہ واضح ہوتی ہے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ معاشرتی عدل سے متعلق اسلامی قوانین کو اولیت کا مقام دیا جاتا۔ اس سے اسلام کی معاشرتی فکر کا ایک واضح خاکہ سامنے آتا اور اس کے حقیقی خد وخال نمایاں ہوتے۔

منہاج تحقیق (METHODOLOGY) کے نقطہ نظر سے کتاب کی ایک بنیادی خامی یہ ہے کہ مصنف نے قرآن مجید کے صرف ان تراجم کو استعمال کیا ہے جو غیر مسلموں نے کیے ہیں چنانچہ وہ صفحہ ۶ پر رقمطراز ہیں:۔

"اگرچہ قرآن کا عربی متن ہمیشہ میرے سامنے رہتا تھا لیکن میں RODWELL' PALMER SALE اور کبھی کبھی ULMANN اور KASIMIRSKI کے ترجمے کو استعمال کرتا تھا"

اگر اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت جرمنی میں یہی تراجم دستیاب تھے تو اس کمی کو بعد میں کتاب کو انگریزی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا قالب دیتے وقت دور کیا جا سکتا تھا۔اس لیے قرین قیاس یہی ہے کہ یہ صورت حال کسی مجبوری کا نتیجہ نہ تھی بلکہ سوچے اور سمجھے ہوئے منصوبے کا جز تھی۔اسی طرح مصنف نے ضمیمہ (APPENDEX) میں "قرآن کی تفاسیر" کے عنوان سے یہ تحریر کیا ہے کہ اس وقت پانچ مفسرین، طبری، زمخشری، خلف بن احمد، بیضاوی اور جلالین، مقبولیت میں دوسرے تمام مفسرین سے بڑھے ہوئے تھے۔لیکن ظاہر ہے یہ بات صحیح نہیں ہے۔دوسری متعدد تفاسیر مقبولیت اور رواج میں ان سے کسی طرح کم نہ تھیں۔

اس کتاب میں جہاں مصنف نے اسلام کے معاشرتی قوانین کی وضاحت کی ہے وہیں ان قوانین کا عیسائیوں اور یہودیوں کے سماجی قوانین سے موازنہ بھی کیا ہے۔دلچسپی کی بات یہ ہے کہ مصنف نے کہیں کہیں اسلامی قوانین سے زیادہ عیسائی اور یہودی قوانین کی وضاحت میں اپنا زورِ بیان صرف کیا ہے۔اس کی بنیادی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مصنف اسلامی قوانین کا ماخذ عیسائی اور یہودی قوانین کو ثابت کرنا چاہتے ہیں (ملاحظہ ہو ص ۱۲ - ۱۵)۔اس کی دلیل وہ یہ پیش کرتے ہیں کہ یہودی، عیسائی اور اسلامی قوانین میں بڑی مماثلت پائی جاتی ہے۔لیکن اس دلیل میں کوئی وزن نہیں اس لیے کہ مماثلت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اسلامی قوانین عیسائیت یا یہودیت سے مستعار ہیں۔ان قوانین میں اگر کوئی مماثلت پائی جاتی ہے تو اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ دونوں کا سرچشمہ ایک ہی ہے اور ان سب کی بنیاد صحف سماوی پر ہے۔اگر یہود و نصاریٰ نے اپنے مذاہب میں بڑے پیمانے پر تحریف اور ردّ و بدل نہ کر دیا ہوتا تو یقیناً یہ مماثلت کہیں زیادہ واضح اور نمایاں ہوتی۔اس کے علاوہ اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اسلام نے قدیم رسم و رواج کو یکسر رد نہیں کر دیا بلکہ ان میں سے متعدد چیزوں کو مناسب ردّ و بدل اور اصلاح و تہذیب کے بعد باقی رکھا۔ان میں سے کچھ چیزیں ایسی بھی تھیں جو مختلف قوموں کے درمیان مشترک تھیں۔اس طرح بھی بعض معاملات میں یکسانیت اور مماثلت کا تاثر ابھرتا ہے۔

لیکن مماثلت کی ان سب وجوہات کے باوجود حقیقت یہ ہے کہ بحیثیت مجموعی اسلامی قوانین دوسرے مذاہب سے قطعی مختلف ہیں۔یہ فرق اتنا بین اور نمایاں ہے کہ اس سے صرف نظر ممکن نہیں بالکل ایسے ہی جیسے شرک اور توحید کے امتیاز کو مٹانا ناممکن ہے۔

مصنف نے اسلامی قوانین کا دوسرے قوانین کے ساتھ موازنہ پر ہی اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ جگہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جگہ بڑی صراحت سے اس سلسلہ میں اپنی رائے کا بھی اظہار کیا ہے۔ وہ ان قوانین کی توصیف بھی کرتے ہیں اور مذمت بھی۔ بعض مواقع پر وہ آنحضرتؐ کی شان اقدس میں نازیبا الفاظ کا استعمال کرتے ہیں لیکن دوسری جگہ وہ آپؐ کی توصیف میں رطب اللسان بھی ہیں۔ اسلام کے جن معاشرتی قوانین کی وہ تحسین کرتے ہیں ان میں بدکاری، میراث، قتل اور چوری سے متعلق قوانین شامل ہیں۔ (ملاحظہ ہو ص ص ۱۳، ۱۶، ۲۱-۲۲)

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کتاب کی ایک بڑی خامی یہ ہے کہ مصنف ان غلط فہمیوں کا شکار رہیں جو اسلام اور مسلمانوں کے سلسلہ میں مغرب میں عام ہیں۔ چنانچہ اسلام کے سلسلہ میں وہ ایک خاص، ذہنی اور نفسیاتی کیفیت کا شکار ہیں اور اس سے ان کا پورا نقطۂ نظر متاثر و محدود ہوتا ہے اور عملاً ان کے لیے یہ ممکن نہیں رہ جاتا کہ مسئلہ زیر بحث پر خالص علمی اور معروضی انداز میں تحقیق و تنقید کا حق ادا کر سکیں۔ یہاں پر ہم مصنف کی تین غلطیوں یا غلط فہمیوں کا ذکر ضروری سمجھتے ہیں۔ (أ) محمدؐ قرآن کے مصنف ہیں۔ اس مفروضے کی بنیاد پر بہت دور از کار باتوں کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ (مثال کے طور پر ملاحظہ ہو ص ص ۷، ۱۸، ۲۰) (ب) اسلامی قوانین یہودی اور عیسائی قوانین سے ماخوذ و مستعار ہیں۔ (ملاحظہ ہو ص ص ۸، ۱۱، ۱۶، ۱۹) (ج) مصنف نے بعض جدید مسلم ممالک میں قوانین کی تبدیلی کو اسلامی قوانین میں تبدیلی کے مترادف قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں وہ ترکی کی مثال دیتے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے یہ بات صحیح نہیں ہے۔ جدید ترکی ایک سیکولر ملک ہے اور ۱۹۲۳ء میں اس کے قوانین بھی سیکولر قرار دیے گئے۔ اتاترک نے اسلام میں ترمیم کرنے کے بجائے مغربی ممالک کے سیکولر قوانین کو ترکی میں نافذ کیا۔

اوپر دیے گئے جائزے سے کتاب کی نوعیت اور اس کی علمی قدر و قیمت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ ظاہر ہے بنیادی مسائل سے متعلق ایسے منفی خیالات اور رجحانات کی موجودگی میں کسی قابل قدر علمی کاوش کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

(ڈاکٹر بشیر احمد ڈابلہ)

ششماہی علوم القرآن میں قرآنیات سے متعلق معیاری کتابوں پر تبصرہ شائع کیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لیے کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہیں

© rasailojaraid.com